Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.1 (Jan-Mar-2026)
Acceptance Date03-02-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

امام بغوی کی تعارف اوران کی علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ

An Introduction to Imam al-Baghawī and a Research Based Study of His Scholarly Contributions

Abid Saeed
PhD. Scholar, Institute of Islamic studies and Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
abidmadani@gmail.com
Dr Hafiz Muhammad Ramzan
Assistant Professor, Institute of Islamic studies and Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
muhammad.ramzan@myu.edu.pk

Abstract

Despite Imam Ḥusayn b. Masʿūd al-Baghawī (d. 516 AH) being widely cited in classical Islamic literature, modern scholarship has largely treated his legacy in a fragmented and descriptive manner, often focusing on individual works without a systematic evaluation of his integrated scholarly methodology. This article addresses this gap by offering a holistic and critical analysis of al-Baghawī's intellectual project across Qurʾānic exegesis, ḥadīth studies, and Shāfiʿī jurisprudence, situating his contributions within the intellectual landscape of fifth-century Khurāsān. Drawing on primary biographical sources and close textual analysis of his major works, particularly Maʿālim al-Tanzīl, Sharḥ al-Sunnah, and Maṣābīḥ al-Sunnah, the study demonstrates that al-Baghawī developed a coherent methodological framework grounded in textual authenticity, transmission-based interpretation, and deliberate restraint from speculative theological discourse. The article argues that his exegetical practice represents a consciously moderate synthesis of riwāyah and dirāyah, while his ḥadīth scholarship reflects an early effort toward pedagogical systematization of the Sunnah for both scholarly and instructional purposes. Furthermore, the study challenges the prevailing assumption of al-Baghawī as a strictly madhhab-bound jurist by showing that, although affiliated with the Shāfiʿī school, he consistently prioritized evidentiary strength over doctrinal conformity. By foregrounding al-Baghawī's methodological unity across disciplines, this article contributes to a deeper understanding of classical Sunni epistemology and repositions him as a central figure in the formation of moderate and text-centered Islamic scholarship.

Keywords: Classical Sunni Scholarship, Hadith Methodology, Shāfiʿī Jurisprudence, Sunni Epistemology, Transmission Based Interpretation

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

امام بغوی کا تعارف

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں جلیل القدر علماء نے اپنے علم، تقوی اور اخلاص کے ذریعے دین اسلام کی خدمت سرانجام دی۔ان ہستیوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم میں گراں قدر علمی و تحقیقی کام پیش کر کے آنے والی نسلوں کے لیے علم کا بیش بہا خزانہ چھوڑا۔انہی عظیم شخصیات میں ایک درخشاں نام امام حسین بن مسعود بغوی کا بھی ہے۔جنھوں نے تفسیر، حدیث، فقہی اور دیگر فنون میں قابل قدر علمی کام پیش کیا۔

آپ کا نام حسین بن مسعود اور کنیت ابو محمد ہے۔[1] آپ کے مشہور القابات محی السنہ، رکن الدین اور ظہیر الدین تھے۔[2] محی السنہ کے لقب کی وجہ ایک دلچسپ واقعہ ہے، جس کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ میں لکھتے ہیں:

"روی انه لماجمع کتابه المسمی بشرح السنةرآی النبی ﷺ فی المنام فقال له احیاک الله کمااحببت سنتی فصارهذااللقب علماله"۔[3]

یعنی جب امام بغوی نے اپنی مشہور کتاب "شرح السنہ" مکمل کی تو ایک رات انہوں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا"اللہ تجھے اسی طرح زندہ رکھے جیسے تم نے میری سنت کو زندہ رکھا"۔اسی خواب کی بناء پر آپ کو "محی السنہ" کا لقب عطا ہو۔

آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں کوئی واضح یا قطعی معلومات موجود نہیں ہیں،اور نہ ہی کسی تاریخ دان نے آپ کی مکمل عمر کا ذکر کیا ہے۔تاہم صاحب معجم البلدان نے آپ کی ولادت کا سال 433ہجری اور وفات کا سال 516ہجری بیان کیا ہے۔ جس کے مطابق آپ کی عمر تقریباً 83 سال تھی۔[4] آپ کی ولادت "بغ" یا "بغشور" میں ہوئی، جو خراسان کا ایک اہم شہر ہے اور مرو اور ہرات کے درمیان واقع ہے۔اسی شہر کی نسبت سے آپ کو "بغوی" بھی کہا جاتا ہے۔ جس طرح امام بغوی کی سن پیدائش میں تذکرنگاروں کا اختلاف ہے،اسی طرح سن وفات کے حوالے سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔لیکن اکثر اور راجح قول کے مطابق 516ھ میں آپ نے وفات پائی۔[5]

---

[1] احمد بن محمد بن ابراہیم ابن خلکان، **وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان** (بیروت: دار صادر، 1997ء)ج2،ص136۔

[2] ایضاً۔

[3] احمد بن مصطفی، طاش کبری زادہ، **مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2022ء)ج2،ص102۔

[4] عبداللہ بن یاقوت الحموی، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، 1995ء)ص465۔

[5] حموی، **معجم البلدان**، ج1،ص468۔

CC BY

تعلیم و تعلم

امام بغوی کا دور علوم و فنون کے اعتبار سے تاریخ اسلام کا ایک درخشاں اور سنہری عہد سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا دور تھا جب حکمران نہ صرف علم وادب کی جانب گہری رغبت رکھتے تھے۔ بلکہ علماء کرام کو بھی انتہائی احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس دور میں مختلف شہروں اور علاقوں میں متعدد کتب خانے اور مدارس قائم کیے جارہے تھے، جہاں علم کا سرچشمہ بہار ہا تھا۔ ان اداروں میں تدریس کے لیے اس دور کے ماہر علماء کرام اپنی علمی خدمات فراہم کر رہے تھے، جس سے علمی دنیا میں ایک زبردست ترقی اور نیا جوش پیدا ہوا۔[6]

کسی بھی مورخ یا تذکرہ نگار نے امام بغوی کے تعلیمی سفر کی ابتدا کے بارے میں قطعی طور پر معلومات فراہم نہیں کیں، اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ آپ نے علم کا آغاز کب کیا۔ تاہم بعض تذکرہ نگاروں نے یہ بات ضرور ذکر کی ہے کہ آپ نے بچپن ہی سے علم کی جستجو میں مصروفیت اختیار کر لی اور اپنے وطن میں ہی ابتدائی کتب کے مطالعہ کا آغاز بھی کر لیا۔ بلوغت کے بعد آپ نے باقاعدہ طور پر حدیث کا سماع اور اس کی تحصیل کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ 460 ہجری سے پہلے ہی آپ نے مختلف علوم میں غیر معمولی مہارت حاصل کر لی تھی اور آپ کا علمی مقام اس دور کے بڑے علماء میں ایک ممتاز حیثیت اختیار کر چکا تھا۔[7]

اسی بات کو شیخ ذہبی نے بھی یوں ذکر کیا ہے:

" تفقَّه على شيخ الشافعية القاضي حسين بن محمد المرو الروذي صاحب "التعليقة"[8] ۔

یعنی امام بغوی نے 460ھ سے پہلے قاضی حسین بن محمد مرورو ذی، جو "تعلیقہ" کے مصنف تھے، سے فقہ کا علم حاصل کیا اور انہی سے حدیث کی سماعت بھی کی۔

امام بغوی کے نظریات

امام بغوی کا شمار اہل السنہ والجماعہ کے ممتاز اور عظیم علماء میں کیا جاتا ہے۔ آپ کے عقائد و نظریات، سیرت و کردار میں اسلاف کا رنگ و روپ بخوبی جھلکتا ہے۔ صفات باری تعالیٰ کی تفسیر و تاویل میں آپ کا اسلوب و منہج، صحابہ کرام اور سلف صالحین کے طریقہ پر مبنی تھا۔ آپ کی تصنیفات میں گمراہ فرقوں اور بدعتیوں کی شدت سے تردید کی گئی ہے۔ اہل سنت کے عقائد کا تحفظ آپ کی کتب

---

[6] نفس مصدر، ج1، ص468۔

[7] نفس مصدر۔

[8] ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، **سیر اعلام النبلاء** (بیروت: دار الکتب العلمیہ 1427ھ) ج19، ص440۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

میں بخوبی نظر آتا ہے۔آپ نے فلسفیانہ اور غیر ضروری متکلمانہ مباحث سے اجتناب کیااور صرف خالص علمی و فقہی مسائل پر توجہ مرکوز رکھی۔[9]

فقہی مسلک

امام بغوی شافعی المذہب تھے اوراس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ نے خراسان میں تعلیم حاصل کی،جواس دور میں فقہ شافعی کے عروج کا مرکز تھا۔اس زمانے میں فقہ شافعی کا غلبہ تھا،چنانچہ اسی مناسبت سے آپ کا فطری و طبعی میلان بھی اسی مذہب کی طرف تھا۔اس کے علاوہ آپ نے اپنے اساتذہ سے علم حاصل کیا،جن میں اکثر شافعی المذہب تھے۔خصوصاً قاضی حسین بن محمد مرورودی،جن سے آپ نے فقہ کا علم حاصل کیا،وہ بھی شافعی المذہب تھے۔[10]

تذکرہ نگاروں نےاس شہر میں فقہ شافعی کے عروج کی دواہم وجوہات ذکر کی ہیں:

1۔یہ شہر ایک طویل عرصہ تک فقہ شافعی کا مرکز رہا ہے۔فقہ شافعی کے بہت بڑے فقیہ ابو بکر القفال اوران کے شاگروں نے اسی خطے میں فقہ شافعی کی نشرواشاعت کی۔[11]

2۔سیاسی عوامل بھی فقہ شافعی کی ترویج میں مددگار ثابت ہوئے۔سلجوقی حکمرانوں نے شافعی مذہب کی حمایت کی اور وزیر نظام الملک نے ایران کے مختلف شہروں میں "مدارس نظامیہ" قائم کیے،جہاں شافعی مذہب کے علماء کو مدرس مقرر کیا گیا۔ان علماء میں ابواسحاق ابراہیم بن الشرازی،امام الحرمین عبدالملک الجوینی،اورابوحامد محمد الغزالی شامل تھے۔[12]

شیوخ واساتذہ

امام بغوی نے خراسان کے مختلف شیوخ سے متنوع علوم وفنون حاصل کیےاوران کے وسیع علمی حلقوں سے استفادہ کیا۔آپ نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا،وہ اپنے وقت کے عظیم علماء ومشائخ تھے۔ذیل میں آپ کے چند مشائخ کاتذکرہ کیا گیا ہے۔

1۔احمد بن عبدالرزاق الصالحہ۔

2۔احمد بن عبدالملک بن علی بن احمد

3۔حسان بن سعید،ابو علی المنیعی المروذی

---

[9] احمد بن مصطفی،طاش کبری زادہ،**مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ**،ج2،ص106۔

[10] ذہبی،محمد بن احمد بن عثمان،**تذکرۃ الحفاظ**(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1419ھ)ج4،ص1257۔

[11] احمد شوقی ضیف،**تاریخ الادب العربی عصر الدول والامارات الاندلس**(قاہرہ:دارالمعارف،2010ء)ص551۔

[12] ابن خلکان،**وفیات الاعیان**،ج3،ص46۔

4۔ابو علی الحسین بن محمد بن احمد القاضی

5۔عبدالرحمن بن محمد بن احمد الفورانی المروزی

6۔عبدالرحمن بن محمد بن محمد المظفر الداودی

7۔عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری النیشاپوری

8۔عبدالواحد بن احمد المليحى المروی۔

تلامذہ کے اسماء

1۔الحسن بن مسعود البغوی

2۔عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن الحسن۔

4۔عبدالرحمن بن علی بن ابی العباس النعیمی الموفقی

5۔عمر بن الحسین بن الحسن الرازی

6۔فضل اللہ بن محمد النوقانی

7۔ابو مقاتل، مشاور بن فنز کوہ الدیلمی الیزوی

8۔محمد بن اسعد بن محمد الحسین بن القاسم العطاری

امام بغوی کے اخلاق اوصاف

آپ کی ساری زندگی زہدو تقویٰ، عبادت اور ریاضت سے مزین تھی۔ مفسرین اور مصنفین نے آپ کی بے نظیر خصوصیات کا اعتراف کیا ہے۔ شیخ ذہبی لکھتے ہیں:

"کان من العلماء الربّانيين كان ذاتعبّدونسک وقناعةباليسير۔[13]"

آپ ایک عالم ربانی تھے، جو عبادات اور ریاضت میں مشغول رہتے اور زندگی کی سادگی میں خوش رہتے تھے۔

آپ کی شخصیت میں انتہا سادگی اور عاجزی تھی اور بالکل سادہ لباس استعمال فرماتے۔ شیخ ذہبی لکھتے ہیں:

" كان مُقْتَصِدًا في لباسه،له ثوبٌ خامٌ وعمامةٌصغيرةٌ۔[14]"

آپ کا لباس سادہ تھا، آپ کبھی بھی تکلف سے کام نہ لیتے، صرف خام کپڑے پہنتے اور چھوٹا عمامہ استعمال کرتے۔

[13] ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، ج4، ص1258۔

[14] ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ج19، ص441۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

امام بغوی سادہ زندگی کو پسند کرتے اور معمولی غذا پر اکتفاء کرتے تھے۔ خشک روٹی کھاتے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ آپ کی صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے، تو آپ نے زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کھانا شروع کر دی۔ آپ کے تقویٰ اور قناعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی زوجہ کا انتقال ہوا، تو انہوں نے بہت سامال بطور وراثت چھوڑا لیکن آپ نے اس میں سے کچھ بھی اپنے لیے نہ رکھا۔[15]

شیخ ابن خلکان نے اس بارے میں لکھا:

" ماتت له زوجةٌفلم يأخذ من ميراثها شيئًا"۔[16]

آپ کی بیوی کا انتقال ہوا، لیکن آپ نے ان کی وراثت سے کچھ بھی نہیں لیا۔

تکمیل علم کے بعد آپ نے زیادہ تر وقت تدریس میں گزارا اور ہمیشہ طہارت کی حالت میں درس دیتے تھے۔ چنانچہ

شیخ سبکی لکھتے ہیں:

" وكان لا يُلقي الدرسَ إلاعلى طهارةٍ"۔[17] آپ کبھی بھی درس نہیں دیتے تھے جب تک کہ آپ وضو میں نہ ہوں۔

امام بغوی مشائخ کی نظر میں

علماء اور مشائخ کے نزدیک امام بغوی کا مقام بے مثال اور بہت بلند تھا۔ یہ بات مختلف علوم و فنون میں آپ کی وسیع دسترس کی علامت بھی ہے۔ آپ ایک عظیم مفسر، محدث اور فقیہ تھے، اسی وجہ سے ہر طبقۂ علم کے لوگوں، آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کی علمی شان، امامت، جلالتِ شان، جامع علم و عمل، اور تفقہ فی الدین کا اعتراف تمام دور کے علماء نے کیا ہے۔ ذیل میں آپ کی شخصیت کے بارے میں چند علماء کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

1۔ شیخ یاقوت حموی لکھتے ہیں:

"الإمام أبومحمدالحسين بن مسعودالفَرَّاء البغوي الفقيه العالِم المشهورصاحب التصانيف"۔[18]

یعنی حسین بن مسعود ایک فقیہ ایک مشہور عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔

2۔ شیخ ابن خلکان بیان کرتے ہیں:

15 سبکی، **طبقات الشافعیہ**، ج4، ص214۔

16 ابن خلکان، **وفیات الاعیان**، ج2، ص137۔

17 سبکی، **طبقات الشافعیہ**، ج4، ص215۔

18 حموی، **معجم البلدان**، ص468۔

" كان بحراًفي العلوم وصنف في تفسيركلام الله تعالى وأوضح المشكلات من قول النبي ﷺوروى الحديث"۔[19]

3۔آپ کی شخصیت کے بارے شیخ ابوالفداء لکھتے ہیں:

"الفقيه المحدث كان بحرا فی العلوم "۔[20]آپ فقیہ، محدث علوم کا سمندر تھے۔

4۔ شیخ ذہبی لکھتے ہیں:

" الإمام الحافظ الفقيه المجتهدمحيي السنة"۔[21]آپ امام حافظ فقیہ ، مجتہد اور سنت کو زندہ کرنے والے تھے۔

مراۃ الجنان میں شیخ یافعی لکھتے ہیں:

" المحدث المقري،صاحب التصانيف،عالم أهل خراسان كان سيدًازاهدًا قانعًا"۔[22]آپ ایک محدث، قاری صاحب تصانیف اہل خراسان کے عالم، سردار، زاہد اور قناعت گزار تھے۔

6۔ شیخ سبکی لکھتے ہیں:

" كان إمامًاجليلًاورعًازاهدًافقيهًامحدثًامفسرًا،جامعًابين العلم والعمل سالكًاسبيل السلف"۔[23]

7 شیخ حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں:

" برع في العلوم، كان علامةزمانه فيهاوكان ديناورعازاهدًا عابدًا صالحًا"۔[24]

8۔طبقات المفسرین میں امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

" كان إمامًا في التفسير،إمامًا في الحديث، إمامًا في الفقه"۔[25]

9۔بستان المحدثین میں شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی آپ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

---

[19]ابن خلکان، **وفیات الاعیان**، ج2، ص136۔

[20]اسماعیل بن علی ابوالفداء، **تاریخ ابی الفداء المسمی المختصر فی اخبارالبشر** (بیروت: دار الکتب العلمیہ 410ھ) ج2، ص229۔

[21] ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، ج4، ص1257۔

[22] عبداللہ بن اسعد یافعی، **مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ) ج3 ص213۔

[23] سبکی، **طبقات الشافعیہ**، ج4، ص214۔

[24] ابن کثیر، **البدایۃ والنہایۃ**، ج12، ص193۔

[25] عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی، **طبقات المفسرین** (بیروت: دار الکتب العلمیہ 1420ھ) ص49۔

CC BY

"آپ پیشوا زمانہ اور مقتدی وقت تھے۔اہل اسلام کے مفتی، تفسیر قرآن پر عبور رکھنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے ماہر تھے۔اپنے زمانے کے عظیم بزرگ،امام وپیشوا،فقیہ محدث ومفسر تھے اور علم قرآت کا کامل عبور رکھتے تھے۔"[26]

10۔ شیخ صدیق حسن خان قنوجی "اتحاف النبلاء میں لکھتے ہیں۔

فن تدریس میں آپ کا کوئی ہم پلہ وہم نظیر نہ تھا۔آپ ان تینوں علوم پر کامل واکمل دسترس رکھتے تھے۔پہلا حدیث دوسرا تفسیر، تیسرا علم فقہ۔انہیں تین علوم کی تدریس اور تصنیف میں آپ نے اپنی ساری عمر گزار دی۔[27]

تصنیفات امام بغوی

امام بغوی کی ساری زندگی دین اسلام کی خدمت اور اس کی ترویج واشاعت میں گزری۔آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تفسیر حدیث،اور فقہ کی تدریس میں گزارا اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون پر متعدد کتب بھی لکھیں۔آپ کی تصانیف علماء کے درمیان بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں،اور ان پر بہت سی حواشی،تعلیقات،اور شروحات بھی لکھی گئی ہیں۔

شیخ ذہبی نے آپ کی تصنیفات کے بارے میں لکھا:

امام بغوی کے اخلاق اور نیک نیتی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کی تصنیفات میں برکت رکھی اور انہیں قبولیت عامہ عطا فرمائی،اسی لیے علماء ان کی تصانیف کی طرف رغبت رکھتے تھے۔[28] امام بغوی نے بہت سی کتب لکھیں جن میں سے پندرہ کتابوں کا ذکر ملتا ہے،ان میں سے تین مطبوعہ اور چھ مخطوطات کی صورت میں دستیاب ہیں۔باقی کتب کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے، مگر اکثر وہ مفقود ہیں۔ذیل میں امام بغوی کی تصانیف کا مختلف جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

1۔ تفسیر وعلم القرآت

I۔معالم التنزیل:اس تفسیر پر مفصل بحث فصل دوم میں کی جائے گی۔

ii۔الکفایۃ فی القرآۃ:کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ کتاب مفقود ہے۔[29]

---

[26] عبدالعزیز محدث دہلوی، **بستان المحدثین** (کراچی: مکتبہ نور محمد کارخانہ، 1998ء) ص 52۔

[27] صدیق حسن خان قنوجی، **اتحاف النبلاء المتقین** (کانپور، مطبع نظامی، 1288ھ) ص 244۔

[28] ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**، ج 19، ص 441۔

[29] عبداللہ بن کاتب **حاجی خلیفہ**، **کشف الظنون** (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1430ھ) ج 2، ص 1499۔

CC BY

2۔حدیث و علم حدیث

I۔اربعون حدیثاً

سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب میں امام بغوی نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث صحیحہ جمع کی ہیں۔[30]

ii۔الانوار فی شمائل النبی المختار

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا ذکر کیا ہے۔[31] شیخ بغدادی نے اس کا نام "ارشاد الانوار فی شمائل النبی المختار" بیان کیا ہے۔[32]امام بغوی نے اس کتاب میں حضور ﷺ کی حیات طیبہ ،اخلاق واصاف پر احادیث کا ایک مجموعہ جمع کیا ہے۔ شیخ کتّانی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام بغوی اس کی کتاب کی ترتیب محدثین کے طریقہ کار کے مطابق کی۔یہ کتاب 101 ابواب پر مشتمل ہے۔[33]

Iii۔الجمع بین الصحیحین

یہ کتاب اگرچہ مفقود ہے۔لیکن تذکرہ نگار نے یہ بات ذکر کی ہے کہ امام بغوی نے اس کتاب میں متفق علیہ کا جمع کیا تھا۔[34]

Iv۔شرح الجامع للترمذی:

امام بغوی نے سنن ترمذی پر ایک شرح لکھی اگرچہ یہ مفقود ہے،لیکن تاریخ الادب العربی میں اس ذکر کیا گیا ہے۔[35]

V۔شرح السنۃ:

امام بغوی نے اس کتاب میں زیادہ تر احادیث صحیح کو جمع کیا ہے۔اس لیے صحیحین کی تخریج کرنے بعد آخر میں یہ الفاظ لکھتے ہیں۔ھذاحدیث متفق علی صحتہ۔اس کے لیے علاوہ بھی آپ نے دیگر کتب کی بھی احادیث بھی جمع کی ہیں۔

Vii۔**المدخل الی مصابیح السنۃ**

تاریخ الادب العربی میں بروکلمان نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔[36]

---

30 ذہبی، **سیر اعلام النبلاء**،ج19،ص439۔

31 حاجی خلیفہ، **کشف الظنون**،ج1،ص195۔

32 اسماعیل پاشا بغدادی، **ہدایۃ العارفین،اسماء المؤلفین واثار المسلمین** (بغدا،المکتبہ المثنی،1955ء)ج1،ص312۔

33 محمد بن جعفر الکتانی، **الرسالۃ المستطرفہ** (کراچی،نور محمد کارخانہ،1960ء)88۔

34 ابن العماد، **شذرات**،ج4،ص49۔

35 کارل بروکلمان، **تاریخ الادب العربی**،نقلہ الی العربیہ،عبدالحلیم النجار (قاہرہ:دارالمعارف،1998ء)ج6،ص244۔

3۔ کتب تاریخ

معجم الشیوخ

ہدیۃ العارفین میں شیخ بغدادی نے اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔[37] اسی طرح بروکلمان اور دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی امام بغوی کی تصنیفات میں اس کا ذکر بھی کیا ہے۔اس کتاب میں علامہ بغوی نے مختلف مشائخ اور ان کی علمی خدمات کو بیان کیا ہے۔[38]

4۔ کتب فقہ و اصول فقہ

امام بغوی چونکہ شافعی المذہب تھے اور فقیہ قاضی الحسین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی اور آپ کے ممتاز شاگروں میں شمار بھی ہوتا تھا۔اسی بناء پر وقت کے اکابر علماء نے آپ کی فقاہت کا بھی اعتراف کیا۔[39]

شیخ سبکی لکھتے ہیں:

"آپ فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ نقل و تحقیق میں بغوی کی معلومات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔امام ذہبی آپ کو نہایت احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔تکلمہ شرح المہذب میں لکھا کہ بعض فقہی مسائل کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال اور آراء پائی جاتی ہیں۔لیکن امام بغوی جب بھی کسی قول کو اختیار کرتے ہیں تو ہم نے ان کے مقابلہ کسی بھی شخص کے قول کو دلیل کے اعتبار سے قوی نہ پایا اور یہ اس بات پر دلیل کہ بغوی فقہ میں مکمل عبور رکھتے تھے۔"[40]

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

" كان فقيهًامن أصحاب الوجوه،قال بعضُ مشايخِناليس له قولٌ ساقط"۔[41]

آپ اصحاب الوجوہ فقہاء میں سے تھے۔اور بعض مشائخ نے کہا کہ ان کا کوئی بھی قول ساقط نہیں ہے۔

شیخ ذہبی اور شیخ سبکی نے آپ کی فقاہت کے متعلق بیان کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلکاً اگرچہ آپ شافعی تھے، لیکن آپ تقلید جامد کے قائل نہیں تھے۔نہ ہی مسلکی تعصب سے کام لیتے ہوئے ہر مسئلہ میں شوافع کے بیان کردہ مسائل کو ترجیح دیتے بلکہ آپ

---

36 المرجع السابق، **تاریخ الادب العربی**، ج6، ص235۔

37 بغدادی، **ہدایۃ العارفین**، ج1، ص312۔

38 المرجع السابق، **تاریخ الادب العربی**، ج6، ص244۔

39 سبکی، **طبقات الشافعیۃ**، ج4، ص215۔

40 نفس مصدر

41 علی بن سلطان محمد الملّا القاری، **مرقاۃ المفاتیح** (بیروت: دار الفکر، 1422ھ) ج1، ص10۔

CC BY

دیگر ائمہ کی آراء اور ان کے دلائل کا قوت وضعف کا جائزہ بھی لیتے۔ اگر دلیل کی روشنی میں کسی دوسرے مذہب کا قول آپ کو قوی لگتا تو اس اقوی قول کو اختیار کر لیتے۔[42]

1۔ ترجمہ الاحکام فی الفروع

یہ کتاب فارسی زبان میں تحریر کی۔ اگرچہ یہ کتاب مفقود ہے لیکن حاجی خلیفہ اور بغدادی نے ہدیۃ العارفین میں اس کا ذکر کیا ہے۔[43]

2۔ التہذیب فی الفقہ

معجم البلدان میں یاقوت نے س کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح دیگر مصادر میں بھی اسے امام بغوی کی تصنیفات میں شما کیا گیا ہے۔[44] اپنے شیخ قاضی حسین کی تعلیقات کی تلخیص امام بغوی میں اس کتاب میں جمع کی ہیں۔ چند فقہ مسائل تفصیلاً جبکہ بعض کو اختصار بھی بیان کیا ہے۔ لیکن مسائل بیان کرتے ہوئے ان کی دلائل کو ذکر نہیں کیا۔

کشف الظنون میں حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

"وهوتأليفٌ محررٌمهذبٌ مجردٌعن الأدلةلخصه من تعليقةشيخه القاضي حسين وزادفيه ونقص"۔[45]

3۔ مختصرات تہذیب

کتاب تہذیب کی دو مختصرات ہیں جن کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔

ا۔ لباب التہذیب۔ اس کی تلخیص شیخ الامام حسین بن محمد المروذی الہروی الشافعی نے کی۔

ب۔ مختصر التہذیب۔ شیخ شہاب احمد بن محمد بن المنیر الاسکندری نے اس کی تلخیص کی۔[46]

4۔ فتاوی البغویہ

امام بغوی نے اپنے استاذ قاضی حسین کے فتاوی جات کے علاوہ سائلین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے نتیجہ میں میں اپنا ذاتی ایک مجموعہ مرتب کیا۔ اسی کو فتاوی البغویہ کہا جاتا ہے۔[47]

---

42 سبکی، **طبقات الشافعیہ**، ج4، ص215۔

43 حاجی خلیفہ، **کشف الظنون**، ج1، ص397۔

44 حموی، **معجم البلدان**، ج1 ص468۔

45 **حاجی خلیفہ، کشف الظنون**، ج1، ص517۔

46 نفس مصدر

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

5۔ فتاوی المروالرزی

سائلین نے مختلف موضوعات استاذ قاضی حسین سے جو فقہی سوالات پوچھے اور قاضی صاحب نے ان جوابات تحریر کیے تھا، امام بغوی نے ان تمام کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ جو فتاوی المروالروذی سے مشہور ہوا۔[48]

6۔ الکفایۃ فی الفروع

فقہ پر مشتمل ایک کتاب تھی جو کہ مفقود ہے، امام بغوی نے اسے فارسی زبان میں تحریر کیا۔[49]

خلاصہ کلام

امام حسین بن مسعود البغویؒ اسلامی علمی روایت کے ان جلیل القدر ائمہ میں سے ہیں جنھوں نے تفسیر، حدیث اور فقہ کے میدان میں نہایت گراں قدر اور دیرپا خدمات انجام دیں۔ آپ کی علمی شخصیت جامعیت، اعتدال، زہد و تقویٰ اور سلف صالحین کے منہج کی پیروی کا حسین امتزاج تھی۔ زیرِ نظر مقالے میں آپ کی زندگی، علمی ماحول، اساتذہ و تلامذہ، عقیدہ و فقہی مسلک اور تصنیفی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ امام بغوی نہ صرف اپنے عہد کے ممتاز مفسر اور محدث تھے بلکہ انہوں نے آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کی۔ خصوصی طور پر آپ کی شہرۂ آفاق تفسیر **معالم التنزیل** کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ تفسیر روایت اور درایت کے متوازن امتزاج کی بہترین مثال ہے۔ اس میں قرآن کی تفسیر قرآن، سنت اور آثارِ صحابہ و تابعین کی روشنی میں کی گئی ہے، جبکہ غیر ضروری فلسفیانہ اور کلامی مباحث سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کا اسلوب سادہ، جامع اور معتدل ہے، جو اسے طلبہ و علماء دونوں کے لیے مفید بناتا ہے۔ مقالے کے مطالعے سے یہ نتیجہ بھی برآمد ہوتا ہے کہ امام بغوی کی علمی خدمات نے بعد کی تفسیری اور حدیثی روایت پر گہرا اثر ڈالا اور ان کی تصنیفات آج بھی مدارس و جامعات میں بنیادی مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

نتائج بحث

اس تحقیقی مطالعے کے نتیجے میں یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ امام بغویؒ ایک ہمہ جہت اور متوازن علمی شخصیت کے حامل تھے، جنھوں نے اپنے عہد کے علمی ذخیرے کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اسے منظم اور قابلِ استفادہ صورت میں پیش بھی کیا۔ تفسیر کے میدان میں ان کی تصنیف معالم التنزیل اعتدال، اختصار اور صحتِ روایت کی نمایاں مثال ہے، جس میں سلف صالحین کے منہج

---

[47] سبکی، **طبقات الشافعیہ**، ج4، ص215۔

[48] نفس مصدر

[49] حاجی خلیفہ، **کشف الظنون**، ج2، ص1499۔

cc BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح حدیث اور فقہ کے میدان میں بھی ان کی خدمات نہایت مؤثر اور قابلِ قدر ہیں، جنہوں نے انہیں اپنے زمانے کے ممتاز محدثین اور فقہاء کی صف میں نمایاں مقام عطا کیا۔

مزید برآں یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ امام بغوی کی علمی خدمات کا بنیادی مقصد سنت کا احیاء، صحیح عقیدہ کی حفاظت اور امت کو اعتدال پر مبنی علمی منہج فراہم کرنا تھا۔ انہوں نے اپنی تصنیفات کے ذریعے اہل سنت کے عقائد کی وضاحت، بدعات کی تردید اور فقہی مسائل کی معتدل تشریح کی، جس سے ان کی علمی بصیرت اور دینی غیرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح امام بغوی کی شخصیت علم و عمل کے امتزاج کی ایک روشن مثال ہے، اور ان کی تصنیفات اسلامی علمی ورثے میں ایک مستقل اور قابلِ قدر مقام رکھتی ہیں۔

Bibliography

1. Abū al-Fidāʾ, Ismāʿīl ibn ʿAlī. (n.d.). *Tārīkh Abī al-Fidāʾ al-musammā al-Mukhtaṣar fī akhbār al-bashar* (Vol. 2). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
2. Al-Baghdādī, Ismāʿīl Pāshā. (1955). *Hidāyat al-ʿārifīn: Asmāʾ al-muʾallifīn wa āthār al-Muslimīn* (Vol. 1). Al-Maktabah al-Muthannā.
3. Al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn ʿUthmān. (1419 AH). *Tadhkirat al-ḥuffāẓ* (Vol. 4). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
4. Al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn ʿUthmān. (1427 AH). *Siyar aʿlām al-nubalāʾ* (Vol. 19). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
5. Al-Ḥamawī, Yāqūt ibn ʿAbd Allāh. (1995). *Muʿjam al-buldān* (Vol. 1). Dār Ṣādir.
6. Al-Kattānī, Muḥammad ibn Jaʿfar. (1960). *Al-Risālah al-mustaṭrafah*. Nūr Muḥammad Kārkhānah.
7. Al-Mullā ʿAlī al-Qārī. (1422 AH). *Mirqāt al-mafātīḥ* (Vol. 1). Dār al-Fikr.
8. Al-Subkī. (n.d.). *Ṭabaqāt al-Shāfiʿiyyah* (Vol. 4).
9. Al-Suyūṭī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr. (1420 AH). *Ṭabaqāt al-mufassirīn*. Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
10. Al-Yāfiʿī, ʿAbd Allāh ibn Asʿad. (1410 AH). *Mirʾāt al-janān wa ʿibrat al-yaqẓān* (Vol. 3). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
11. Brockelmann, C. (1998). *Tārīkh al-adab al-ʿArabī* (A. Ḥ. al-Najjār, Trans.). Dār al-Maʿārif. (Original work published 1943)
12. Ḥājjī Khalīfah. (1430 AH). *Kashf al-ẓunūn* (Vols. 1–2). Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.
13. Ibn Kathīr. (n.d.). *Al-Bidāyah wa al-nihāyah* (Vol. 12).

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

14. Ibn Khallikān, Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm. (1997). *Wafayāt al-aʿyān wa anbāʾ abnāʾ al-zamān* (Vols. 2–3). Dār Ṣādir.
15. Ibn al-ʿImād. (n.d.). *Shadharāt al-dhahab* (Vol. 4).
16. Qanūjī, Ṣiddīq Ḥasan Khān. (1288 AH). *Ittiḥāf al-nubalāʾ al-muttaqīn*. Maṭbaʿ Niẓāmī.
17. Shawqī Ḍayf, A. (2010). *Tārīkh al-adab al-ʿArabī: ʿAṣr al-duwal wa al-imārāt al-Andalus*. Dār al-Maʿārif.
18. Shāh ʿAbd al-ʿAzīz al-Dihlawī. (1998). *Bustān al-muḥaddithīn*. Maktabah Nūr Muḥammad Kārkhānah.
19. Ṭāshkubrīzādah, Aḥmad ibn Muṣṭafā. (2022). *Miftāḥ al-saʿādah wa miṣbāḥ al-siyādah* (Vol. 2). Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.